جدت پسندی کی دُھن

آفتاب عباسی

یہ کسی ترغیب یا ترہیب کا اثر ہے یا پاکستانیوں کا اپنا انتخاب اور رجحان کہ آج کل پاکستان میں ہر جانب جدت پسندی کا دور دورہ ہے۔ عوام سے لے کر حکمرانوں تک اس رو میں بہے جا رہے ہیں اور لباس کی تراش خراش سے لے کر رہن سہن، معاشرتی طور طریقوں، اخلاقی وسماجی رویوں، عقائد ونظریات، سوچ وفکر اور ملکی پالیسیوں تک، سب اس کی زد میں ہیں۔ نئے نئے فیشنوں، لباس کے نئے نئے ڈیزائنوں، میک اپ کے نئے نئے انداز اور سامان تعیش کی نئی نئی ورائٹیوں کے چلن اور جدید طرز کے مکانات اور جدید ترین ماڈلز کی گاڑیوں کے رجحان کی صورت میں ماڈرنزم تو بہت پہلے سے پاکستانی معاشرے کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے، جس میں دن بدن شدت آرہی ہے، لیکن ۱۱ستمبر کے بعد سے سوچ، پالیسی اصولوں، افکار ونظریات اور ملکی تشخص کے سلسلے میں جدت پسندی کا جو نیا رجحان سامنے آیا ہے، وہ بھی دن بدن وسعت پذیر ہے۔ حکمرانوں نے اس جدت پسندی کو نہ صرف پلے باندھ لیا ہے بلکہ اسے تمام مسائل کا حل سمجھ کر ایک عقیدے اور نظریے کے طور پر قبول کرلیا ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد سے وہ نہ صرف اس کے زبردست حامی اور پرجوش داعی بن کر سامنے آئے ہیں بلکہ بغیر کسی ہچکچاہٹ اور تحفظات کے ملک کے اندر اور باہر، داخلی امور اور خارجہ وبین الاقوامی تعلقات میں اس ماڈرنزم پر عمل پیرا ہیں۔ ملک کے خوش حال طبقے پر جس طرح نت نئے فیشن، بود وباش کے جدید مغربی رنگ اور جدید سے جدید ماڈل کی گاڑیاں بدلنے کا بھوت سوار رہتا ہے اور وہ اس خواہش میں مبہوت نظر آتا ہے ایسے ہی آج کل ہمارے حکمرانوں پر اپنے نظریات، ملکی پالیسیوں، دوستی ودشمنی اور صلح وجنگ کے معیارات کی تجدید کی ایک دھن سوار دکھائی دیتی ہے اور وہ ہر پرانی پالیسی اور نظریے کی تجدید پر تلے نظر آتے ہیں۔ اس نئی جدت پسندی کا آغاز افغانستان پالیسی پر یوٹرن یا نیوٹرن سے ہوا ہے اور اب یہ پھیلتے پھیلتے تمام اندرونی معاملات اور بیرونی قضیوں تک محیط ہوتی جارہی ہے۔ مغربی تعلیم وتلقین نے جس طرح معاشرتی، سماجی اور اخلاقی شعبوں میں نئی برق تجلی کو اپنانے میں جادوئی تاثیر دکھائی ہے، نظریات، اصولوں اور پالیسیوں کے معاملے میں بھی اس نے ایسا ہی اثر دکھایا ہے۔ حکمران ملک کے اساسی نظریے، بنیادی پالیسیوں اور اسلامی تشخص کے حوالے سے ایسے ایسے ٹرن لے چکے ہیں اور لینے کے لیے تیار نظر آتے ہیں جن کا ماضی میں تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ گویا یہ تمام چیزیں ان کے نزدیک میلا اور بوسیدہ ہوجانے والا لباس ہے جسے بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔ نظریاتی چینل کی اس تبدیلی کی وجہ گیارہ ستمبر کے بعد کی ایک رات کے کسی پہر ہونے والی ایک فون کال کی پیدا کردہ دہشت بتائی جاتی ہے، لیکن خوف ودہشت کے ماحول میں اختیار کی گئی پالیسیاں کبھی مستقل نہیں ہوا کرتیں اور نہ نظریات اور اصولوں کا درجہ پاتی ہیں۔ اگر افغانستان پر یوٹرن محض خوف کا نتیجہ تھا اور یہ مجبوری کے عالم

میں ملک کو بچانے کے لیے کیا گیا تھا تو اسے انڈے بچے نہیں دینے چاہیے تھے اور نہ اسے مستقل اصول اور پالیسی کا درجہ ملنا چاہیے تھا، مگر یہ ٹرن بہت سے ٹرنوں کا نقطۂ آغاز بن گیا اور اس سے پاکستان کی ہر سطح پر اور ہر زاویے سے نظریاتی اور فکری کایا کلپ شروع ہوگئی۔ ایک ایسی جامع اور ہمہ گیر نظریاتی وفکری کایا کلپ جس نے مشرق کو مغرب اور مغرب کو مشرق کر دکھایا، جس نے دوستی دشمنی، صلح جنگ اور اپنائیت وغیریت کے پیمانے اور معیار بدل ڈالے۔ نظریاتی جدت پسندی یا اصولوں کی تجدید کے اس فلسفے نے کل کے دوستوں کو دشمن اور دشمنوں کو دوست بنا ڈالا۔ کل کے محبوب آج کے معتوب کل کے ہیرو آج کے زیرو، کل کے مجاہد آج کے دہشت گرد، کل کے امن کے محافظ آج امن کے دشمن اور کل کے محترم غیر ملکی مہمان آج کے فسادی اور شرپسند غیر ملکی عناصر بنا دیئے۔ اس نظریاتی جدت پسندی نے دہشت گردی اور جہاد وتحاریک آزادی کے فرق کو مٹا دیا، جہاد کو فساد اور دہشت گردی بنا ڈالا۔ کل جن لوگوں کو روس کے خلاف جہاد میں ہراول دستے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا آج امریکا کا اتحادی اور اس کی جنگ کا ہر اول دستہ بن کر ان کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔ نظریات اور اصولوں میں تبدیلی کی اس پالیسی نے دوست اسلامی افغانستان کو دشمن افغانستان میں بدل دیا، افغانستان کو دوست طالبان کے ہاتھ سے نکال کر بھارت کے اتحادی شمالی افغانستان کے تسلط میں دے دیا اور بھارت کو مشرقی سرحد کے بعد مغربی سرحد پر بھی آ بیٹھنے اور پاکستان کو دونوں جانب سے گھیرنے کا موقع فراہم کیا، جس کے کڑوے کسیلے پھل آج پاکستان کو ملنا بھی شروع ہوگئے ہیں۔ افغانستان پر یوٹرن کی بنیاد بننے والی روشن خیالی اور جدت پسندی پر مبنی یہ پالیسی ملک کے اندر سے لے کر کشمیر تک پھیلی تو جہاد کشمیر دراندازی اور مجاہدین کشمیر درانداز قرار پا کر پابندیوں کا نشانہ بنے۔ وہ جہادی تنظیمیں، جہادی چندے، جہادی تقریریں وبیانات اور جہادی تربیتی سینٹر جو کل تک حکومتی آنکھوں کے سامنے چل رہے تھے یک دم اجنبی اور آنکھوں کا کانٹا قرار پا کر بندش کے مستحق ٹھہرے، کشمیر پر موقف میں تبدیلی آ گئی، بھارت سے مذاکرات میں سب سے پہلے کشمیر کی شرط معدوم ہوگئی، کشمیر پر کسی پیش رفت بلکہ مذاکرات کے آغاز سے بھی قبل بھارت سے نہ صرف تمام روابط بحال ہوگئے، بلکہ اسے یکطرفہ فراخدلانہ مراعات دی گئیں۔

کنٹرول لائن اور سیاچن پر فائر بندی کر کے بھارت کو باڑ کی تعمیر کے ذریعے مقبوضہ و آزاد کشمیر کے درمیان حد فاصل کھڑی کرنے اور مقبوضہ کشمیر میں ریاستی دہشت گردی میں اضافہ کر کے آزادی کی جدوجہد کو کچلنے کا موقع فراہم کیا گیا، بھارت کے ساتھ تعلقات کی بحالی میں اسی کی متعین کردہ راہ پر پیش رفت کی گئی، بھارت کی طرف سے کشمیر پر معمولی سی لچک کے بغیر تجارتی وفود ہی نہیں، ثقافتی وفود، اداکاروں اور اداکاراؤں اور لڑکیوں کی ٹیموں کے تبادلے شروع کر دیے گئے، اپنی بندوقوں اور توپوں کا رُخ دشمن کی طرف سے ہٹا کر وزیرستان اور محبّ وطن ومجاہد قبائل کی طرف کر دیا گیا، اور آج جب کہ وانا اقتصادی پابندیوں، محاصروں اور شدید ترین بمباری جیسے پرتشدد اقدامات کی زد میں ہے اور گزشتہ روز جب فوجی ترجمان وہاں فتوحات کے جھنڈے گاڑنے کے متعلق بیانات دے رہے تھے، عین

اسی موقع پر ملک کے موجودہ وزیر اعظم چودھری شجاعت حسین، آئندہ کے وزیر اعظم شوکت عزیز اور وزیر خارجہ خورشید قصوری تینوں بھارتی وزیر خارجہ نٹور سنگھ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بھارت کو دوستی میں اپنے پرخلوص ہونے کا یقین دلا رہے تھے۔ جس خلوص ومحبت اور اپنائیت کا اظہار وانا میں ہونا چاہیے تھا اس کا مظاہرہ اسلام آباد میں بھارتی وزیر خارجہ کے ساتھ کیا گیا۔ یقیناً اس دوطرفہ منظر کا پاکستانیوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا، نظریات اور اصولوں میں اس تغیر وتبدیلی کا کبھی ان کے ذہنوں میں گمان بھی نہ گزرا ہوگا، مگر اس وقت یہ حقیقت واقعہ کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ تاہم پاکستان کی طرف سے بھارت کا وہ موہنے کے جتنے لیے بھی جتن کیے جارہے ہیں اور اس کی ناز برداری میں پاکستان جس قدر جدت پسندی اور روشن خیالی کا مظاہرہ کر رہا ہے وہ سب بے کار ثابت ہو رہا ہے۔ بھارت پاکستان کی طرف سے تمام تر پرخلوص مصافحوں اور گرم جوش معانقوں کے باوجود اپنے قدامت پسندی پر قائم ہے، اس نے ابھی تک اپنی قدیم پالیسی سے سرمُو انحراف نہیں کیا اور کشمیر پر اپنے موقف میں ذرہ برابر لچک پیدا نہیں کی۔ پاکستان نے جہاد کشمیر کو دراندازی تسلیم کرنے کے بعد کئی مرتبہ دونوں ملکوں کے اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کی ضرورت کا اظہار ہمیشہ کر چکا رہا، مگر یہ اظہار ہمیشہ یک طرفہ رہا، بھارت اس اظہار میں تاحال شریک نہیں ہوا ہے۔ اب وزیر اعظم چودھری شجاعت حسین نے ایک بار پھر مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے لچک اور جدت پسندی کی طرف میلان کا اشارہ دے کر بھارت کو بھی ہمنوا بنانے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا کوئی یقین نہیں کہ بھارت ان کی اس کوشش اور ترغیب سے کوئی اثر لے گا۔ انھوں نے سارک وزراء خارجہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم ''جدت کے حامل'' حل تلاش کریں گے اور دنیا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے بھارت کے ساتھ امن کا عزم کر رکھا ہے۔''

''جدت کے حامل'' حل تلاش کرنے کی جو نوید چودھری شجاعت حسین نے سنائی ہے یہ بھی یک طرفہ دکھائی دیتی ہے اور پاکستان کی ''جدت پسندی'' والی مجبوری کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے، ورنہ بھارت کو نہ مسئلہ کشمیر حل کرنے کی کوئی جلدی ہے اور نہ اسے ''جدت پسندی'' کا شوق چرا رہا ہے، اس لیے نٹور سنگھ نے مذاکرات میں پیش رفت پر اطمینان کا اظہار تو کیا کیونکہ مذاکرات فی الواقع بھارت کے اطمینان کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں لیکن آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا'' کسی حل کی تلاش میں پاکستان کے ساتھ شرکت کا کوئی اشارہ نہیں دیا، چنانچہ اس سے یہی خدشہ پیدا ہو رہا ہے کہ بھارت تو اپنی قدامت پسندی پر قائم رہے اور پاکستان کو وزیر اعظم شجاعت حسین کے اعلان کے مطابق تنہا ہی جدت پسندی کی شاہراہ پر پیش قدمی کرتے ہوئے پرانے حل (اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے) سے ہٹ کر کوئی ایسا حل تلاش کر کے پیش کرنا ہوگا جو پاکستان اور کشمیریوں کے لیے تو نیا ہوگا، لیکن بھارت کے قدیم موقف سے زیادہ مختلف نہیں ہوگا اس لیے کہ بھارت کو اپنے پرانے موقف میں لچک دکھانے اور اس سے ہٹ کر کسی نئے حل میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ تو پاکستان کی ''جدت پسندی'' والی پالیسی ہی کا تقاضا ہوسکتا ہے۔ ☆☆☆☆